مشاہدات۔585

ابوسعید حنیف احمد محمود۔برطانیہ

تقریر

تقریر بابت خاندانِ مسیح موعودؑ

وقت 5-7 منٹ

سیرت حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدۡخِلُهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَاۤ اَبَدًا‌ ؕ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقًّا (النساء:123)

وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ہم ضرور اُنہیں ایسی جنتوں میں داخل کریں گے جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں۔وہ ہمیشہ ان میں رہنے والے ہیں۔یہ اللہ کا سچّا وعدہ ہے۔

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار
جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پر نثار
لگاتے ہیں دل اپنا اس پاک سے
وہی پاک جاتے ہیں اس خاک سے

معزز سامعین! میری آج کی تقریر کا عنوان ہے ”سیرت حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب“

حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب یکم اگست 1927ء کو قادیان انڈیا پیدا ہوئے۔آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پوتے اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے فرزند تھے۔آپ کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت سیّدہ عزیزہ بیگم صاحبہ تھا جو کہ حضرت سیٹھ ابوبکر یوسف صاحب آف جدّہ کی بیٹی تھیں۔ابتدائی تعلیم قادیان میں ہی حاصل کی۔مدرسہ احمدیہ اور جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کرنے کے علاوہ آپ نے بزرگ اساتذہ سے خاص اہتمام اور انتظام کے تحت دینی علوم حاصل کئے۔آپ کی شادی محترمہ سیّدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ جو کہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ کی بیٹی تھیں سے ہوئی۔نکاح 26دسمبر 1951ء کو ہوا۔جب ان کی شادی ہوئی تو حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیگم صاحبہ کی درخواست پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ رخصتانہ کے وقت لڑکی والوں کی طرف سے شریک ہوئے تھے۔

(ماخوذ از روزنامہ الفضل لاہور 26،اکتوبر 1952ء صفحہ 3)

اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین بیٹیوں امۃ العلیم صاحبہ،امۃ الکریم صاحبہ،امۃ الرؤف صاحبہ اور ایک بیٹے مرزا کلیم احمد صاحب سے نوازا۔

سامعین! یہ آپ کی سعادت اور خوش نصیبی ہے کہ بہت کم عُمر میں آپ نے اپنے مقدّس خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بستی قادیان کو اپنا مسکن بنالیا۔ آپ نے بھی ایک فرمانبردار واطاعت گزار فرزندِ گرامی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طرح یَآ اَبَتِ افۡعَلۡ کا نمونہ پیش کیا۔آپ نے 21 سال کی عمر میں درویشانہ زندگی کا آغاز کیا اور 5،مارچ 1948ء کی شام پاکستان سے روانہ ہوکر 14 افراد کے ساتھ قادیان پہنچے۔درویشان قادیان کے لئے وہ زمانہ انتہائی صبر آزما اور غایت درجہ ابتلاء کا زمانہ تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ایک جگہ آپ کے بارے میں فرمایا کہ مَیں نے اپنا ایک بیٹا اس وادی غیر زرعٍ میں بسادیا ہے۔اللہ تعالیٰ اس کو کام کی توفیق دے۔ چنانچہ آپ نے تاوفات اپنے اس فرض کو خوش اسلوبی اور اولوالعزمی سے نبھایا۔ آپ کو صدر انجمن احمدیہ قادیان میں متعدد عہدوں پر خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ آپ ناظر دعوت الی اللہ،ناظر تعلیم وتربیت سے ترقی کرتے ہوئے ناظر اعلیٰ کے عہدۂ جلیلہ پر پہنچے اور صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ(1948ء تا 1981ء) بھی رہے۔نیز یکم مارچ 1958ء کو قادیان میں وقف جدید کے قیام پر آپ پہلے انچارج وقف جدید بھی مقرر ہوئے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک موقعے پر آپ کو فرمایا تھا جب آپ اپنی شادی کے سلسلے میں آئے ہوئے تھے اور شادی کو ابھی چند دن ہوئے تھے اور اپنی اہلیہ کو ساتھ لے جانے کیلئے کاغذات تیار کروا رہے تھے تو جیسا کہ پاکستان اور ہندوستان کے تعلقات میں اُتار چڑھاؤ آتا رہتا ہے، ان دنوں میں ایسی کھچاوٹ پیدا ہو گئی کہ حضرت مصلح موعودؓ نے انہیں کہا کہ بیوی کے کاغذات تو بنتے رہیں گے تم اس کو چھوڑو اور واپس فوری طور پر قادیان چلے جاؤ کیونکہ وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کا کوئی فرد ہونا چاہئے۔

اور فوری طور پر سیٹ بک کرواؤ جہاز کی، اگر جہاز میں سیٹ نہیں بھی ملتی تو تمہارا فوری جانا ضروری ہے چاہے چارٹرڈ جہاز کرا کے جانا پڑے۔ آپؓ نے فرمایا کیونکہ اگر تم وہاں نہیں ہوگے اور اپنا نمونہ پیش نہ کیا اور قربانی نہ دی تو لوگ پھر کس طرح قربانی دیں گے۔ جہاں یہ قربانی مرزا وسیم احمد صاحب کی تھی وہاں صاحبزادی امۃ القدوس صاحبہ کی بھی قربانی تھی۔ جب حضرت مصلح موعودؓ میاں وسیم احمد صاحب کو روانہ کرنے کیلئے لاہور ایئرپورٹ پر آئے تھے تو ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے بتایا کہ جب تک جہاز نظروں سے اوجھل نہیں ہو گیا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ ایئرپورٹ پر کھڑے مسلسل جہاز کو دیکھتے رہے اور دعائیں کرتے رہے۔

(ماخوذ از خطبات مسرور، جلد5، صفحہ 180-181،184-185)

پہلے یہ اصول طے ہوا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے افراد باری باری قادیان آکر رہیں اور چند مہینے رہا کریں تا کہ ہر وقت کوئی نہ کوئی موجود رہے۔ لیکن پھر حالات ایسے ہوئے کہ یہ آنا جانا بند ہو گیا اور یہ فیصلہ ہوا کہ جو قادیان میں رہ گئے وہی بس وہیں رہ سکتے ہیں اور مزید کوئی نہیں آئے گا۔ تو میاں وسیم احمد صاحب نے ایک دفعہ بتایا کہ میری یہ دلی خواہش اور دعا تھی کہ مَیں قادیان میں ہی رہ کر خدمت بجالاؤں۔ چنانچہ اس کے لئے ایک دن مَیں نے اپنا جائے نماز لیا اور قصرِ خلافت قادیان کے بڑے کمرے میں چلا گیا اور وہاں جا کر مَیں نے نفل شروع کر دیئے اور مجھے اتنی الحاح کے ساتھ دعا کا موقع ملا کہ لگتا تھا کہ خدا تعالیٰ اس کو قبول فرمالے گا۔ مَیں نے خدا تعالیٰ سے کہا کہ مَیں نے قادیان سے نہیں جانا تُو کوئی ایسے سامان کر دے اور پھر قادیان کے غیر مسلموں نے حکومت کو شکایت کی کہ قافلے یہاں آتے جاتے رہتے ہیں۔ یہ لوگ یہاں آتے ہیں تو یہاں کے وفادار بن جاتے ہیں اور پاکستان جاتے ہیں تو پاکستان کے وفادار بن جاتے ہیں۔ چنانچہ ان کی شکایت پر حکومت نے یہ پابندی لگادی کہ کوئی آجا نہیں سکتا اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کے وہاں مستقل رہنے کا انتظام کر دیا۔ ماں باپ نہ بہن بھائی کچھ بھی تو یاد نہ رہا۔ خدا نے دُعا سن لی تھی۔ مسیح زماں کی اولاد میں سے مصلح موعودؓ کے اس بیٹے کو اپنی تمام زندگی اس بستی میں رہنے کی سعادت عطا ہوئی۔ چند سال ہوئے ایک محفل میں کسی نے پوچھا کہ آپ اپنی والدہ کا ذکر بہت کم کرتے ہیں، فرمانے لگے جب قادیان میں اکیلا تھا تو والدہ بہت یاد آتی تھیں۔ میں نے ذکر کرنا ہی چھوڑ دیا تاکہ اتنی یاد نہ آیا کریں۔ ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہنے لگے کہ پھر یہ عادت سی ہو گئی۔

نومبر 1965ء میں آپ کو اپنے عظیم باپ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی وفات کی خبر ریڈیو پاکستان سے ملی۔ نہ کوئی بہن بھائی پاس اور نہ ہی کوئی اور رشتہ دار کہ غم بانٹ سکیں۔ گھر افسوس کے لئے آنے والوں سے بھر گیا۔ لوگوں سے فرمانے لگے کہ یہ وقت افسوس کا نہیں۔ جاؤ! اور جا کر دعائیں کرو کہ خدا تعالیٰ یہ وقت جماعت پر آسان کر دے۔

سامعین کرام! آپ 313 درویشان قادیان جنہیں شعائر اللہ کی حفاظت کی ذمہ داری تھی کی انتہائی ڈھارس کا موجب بنے اور آپ کے وجودِ بابرکت کی موجودگی سے درویشان قادیان نے بہت ہمت اور حوصلہ پایا۔ حضرت مُصلح موعودؓ نے آپ کو ناظر دعوت و تبلیغ مقرر فرمایا۔ تقسیم مُلک کے بعد بھارت کے مختلف صوبوں، شہروں، قصبوں اور دیہاتوں کی جماعتوں کو یکجا کرنا جوئے شیر لانے سے کچھ کم نہیں تھا۔ آپ نے کر دکھایا۔

ان جماعتوں کے قیام و استحکام کے لئے بہت کام کیا۔ اِن میں تنظیم سازی کو منظم کیا اور ان میں دعوتِ اِلَی اللہ کا شعور پیدا کیا اُنہیں فعال بنانے میں آپ کا کلیدی رول رہا۔ مبلغین کی بے حد کمی تھی بھارت کی جماعتوں کی ہر کانفرنس اور ہر جلسہ میں آپ کی شرکت لازمی تھی۔ قد آور شخصیت بُلند پایہ عالمِ دین، باکمال مقرر و خطیب، حلیم طبع، نرم مزاج اور مدبر شخصیت اور قائدانہ صلاحیت کے حامل بزرگ تھے۔ غیر مسلم و غیر احمدی بھی آپ کا بڑا احترام کرتے تھے اور بڑی عزت اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ آپ کی بزرگی اور حسن خُلق کے مداح تھے۔ بھارت کی اکثر جماعتوں میں شاذ و نادر ہی کوئی ایسا احمدی خاندان ہو گا جن سے آپ کے ذاتی تعلقات نہ ہوں۔ ہر ایک کے تفصیلی حالات سے بخوبی واقف تھے۔ آپ کا وجود ایک نافع الناس وجود تھا۔ بھارت کی جماعتوں کے اکثر احمدی اور غیر مسلم و غیر احمدی احباب بھی اپنے ذاتی اور خاندانی امور میں آپ سے مشورہ اور رہنمائی حاصل کرتے۔ آپ کے مشوروں اور دعاؤں سے اُن کو تسکین حاصل ہوتی تھی۔ بحیثیت ناظر دعوۃ و تبلیغ بھارت کے مرکزی وزراء اور صوبائی وزراء گورنر، ممبرانِ کونسل اور سرکاری احکام سے ملنے اور انہیں احمدیت کا تعارف کرانے اور سلسلہ کا لٹریچر و قرآن مجید کے مختلف زبانوں میں تراجم کی

پیش کرنے کی نمایاں خدمت آپ کے حصہ میں آئی۔ آپ کی خداداد صلاحیت سے پُر وقار، پُررُعب شخصیت کی وجہ سے ہندوستان کے صوبہ اُڑیسہ میں صوبائی حکومت نے آپ کی عزت واحترام کے پیشِ نظر آپ کو State Guest کا درجہ دے رکھا تھا۔ جب بھی آپ اُڑیسہ کی جماعتوں کا دورہ کرتے سرکاری اعزازات سے آپ کو نوازا جاتا اور آپ سرکاری مہمان ہوتے۔

سامعین! پھر جس وقت 1971ء میں دونوں ملکوں کے حالات خراب ہوئے تو بعض افسران نے قادیان پر قبضہ کرنے کی نیّت سے قادیان کی احمدی آبادی کو حفاظت کے بہانہ سے قادیان سے نکالنے کی کوشش کی۔ فیصلہ سے ایک دن پہلے حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے احمدی احباب کو مسجد مبارک میں جمع کیا اور ایک بڑی پُرسوز تقریر کی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ہمارا دائمی مرکز ہے ہم اس کو قطعاً نہیں چھوڑیں گے۔ آج کی ایک رات ہمارے پاس ہے، اپنی دعاؤں کے ذریعہ عرشِ الٰہی کو ہلادیں۔ اگر حکومت کا ہمارے بارہ میں یہی قطعی فیصلہ ہے تو یاد رکھو! ایک بچہ بھی خود سے قادیان سے باہر نہ جائے گا۔ ہم اپنی جانیں قربان کردیں گے لیکن مقاماتِ مقدّسہ اور قادیان سے باہر نہیں نکلیں گے۔ مَیں بھی یہاں سے خود باہر نہیں جاؤں گا۔ اگر حکومت کے کارندے مجھے گھسیٹتے ہوئے باہر لے جائیں تو لے جائیں لیکن اپنے پیروں سے چل کر نہ جاؤں گا۔ ہوسکتا ہے کہ مجھے لے جائیں اور یہ کہیں کہ ہم تمہارے میاں صاحب کو لے گئے ہیں اس لئے تم بھی چلو۔ وہ مجھے لے جاتے ہیں تو لے جائیں آپ نہیں جائیں گے اور ہر فردِ جماعت کے منہ سے بس یہی آواز نکلنی چاہئے کہ ہم قادیان کو نہیں چھوڑیں گے۔ لکھنے والے کہتے ہیں کہ اس رات قادیان کے بچے بچے کی یہ حالت تھی کہ ہر شخص اُس رات جس طرح خدا تعالیٰ سے آدمی لپٹ جاتا ہے، لپٹا ہوا تھا۔ مسجد مبارک، مسجد اقصیٰ، بہشتی مقبرے میں ہر جگہ دعائیں ہورہی تھیں اور ہر گھر کی دیواریں اس بات کی گواہ ہیں کہ درویشوں کے دلوں سے نکلی ہوئی یہ آہیں اور چیخیں آستانہ الٰہی پر دستک دینے لگیں۔ اُن کی سجدہ گاہیں تر ہوگئیں، اُن کی جبینیں اللہ تعالیٰ کے حضور جھکی رہیں۔ سینکڑوں ہاتھ خدا تعالیٰ کے حضور اٹھے رہے اور رات اور دن انہوں نے اسی طرح گزار دیا اور آخر اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاؤں کو قبولیت کا درجہ دیا اور اگلے دن فوجی افسران خود قادیان آئے اور مقاماتِ مقدّسہ کا معائنہ کیا، احمدیہ محلہ کا معائنہ کیا اور پھر D.C صاحب وغیرہ کی سفارش پر یہ فیصلہ منسوخ ہوگیا۔

سامعین! حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے خلافت ثالثہ، خلافت رابعہ اور خلافت خامسہ کے انتخاب کے موقعوں پر ساری جماعتوں میں، اتفاق، اتحاد اور یکجہتی کو قائم رکھنے میں اور احباب جماعت کو خلافت سے جُڑے رہنے میں اہم رول ادا کیا ہے۔ آپ کا تعلق ایک مخیر خاندان سے تھا اس کے باوجود آپ نے درویشان قادیان کے ساتھ بہت تنگی و ترشی میں دن گزارے۔ آپ سادگی پسند تھے۔ سادہ زندگی گزاری ہر وقت صبر و تحمل سے کام لیا اور درویشان کرام کو تلقین کرتے رہے۔ خدا کی ہزاروں ہزار رحمتیں اور برکتیں اس مقدس وجود پر ہوں جس نے اپنی ساری زندگی میں قربانی کا اعلیٰ معیار پیش کیا اور وقف کی روح پر قائم رہتے ہوئے اس کے تمام تقاضوں کو پورا کیا۔

اُس زمانہ میں درویشان کے لئے جماعتی فنڈ سے بہت معمولی سا گزارہ الاونس مقرر تھا۔ اس میں مشکل سے کھانا پینا ہوتا ہوگا لیکن حضرت میاں صاحب کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ہدایت تھی کہ گزارہ تو اتنا ہی ملے گا لیکن جماعت کے فنڈ سے نہیں بلکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اپنی ذاتی امانت میں سے اُن کو یہ دیا کرتے تھے۔ ساری زندگی اس پر عمل کرتے رہے اور جماعت سے کوئی وظیفہ قبول نہیں کیا۔

آپ کو کھیل کا بھی شوق تھا بالخصوص والی بال بہت پسند تھا۔ درویشان قادیان کی والی بال ٹیم بہت فعال تھی۔ محلہ احمدیہ گراؤنڈ میں آپ اکثر والی بال دیکھنے کے لئے آتے۔ ٹیم کا حوصلہ بڑھانے کے لئے خود بھی کھیلنے لگے۔

سامعین! آپ کا اللہ تعالیٰ سے بڑا محبت کا تعلق تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعودؑ سے بہت عشق تھا اور وہی عشق آگے خلافت سے چل رہا تھا اور خلافت سے عقیدت اور اطاعت بہت زیادہ تھی۔ 1982ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات ہوئی تو اس موقع پر بھی آپ ربوہ نہیں جاسکتے تھے۔ آپ کی بیٹی امۃ الرؤف صاحبہ کا بیان ہے کہ ابّا کو خلافت سے بے انتہا عشق تھا اور حضور کی وفات کے اگلے روز ایک خط لے کر امّی کے اور میرے پاس لائے کہ اس کو پڑھ لو اور اس پر دستخط کر دو۔ یعنی اپنی اہلیہ اور اپنی بیٹی کے پاس لائے کہ دستخط کردو۔ اس میں بغیر نام کے خلیفۃ المسیح الرابع کی بیعت کرنے کے متعلق لکھا تھا۔ خلیفۃ المسیح الرابع لکھ کر بیعت تھی کہ یہ مَیں ابھی بھجوا رہا ہوں تو یہ بیٹی کہتی ہیں کہ مَیں نے اس پر کہا کہ ابّا ابھی تو خلافت کا انتخاب بھی نہیں ہوا، ہمیں پتہ نہیں کہ کون خلیفہ بنے گا۔ تو کہتے ہیں کہ مَیں نے خلیفہ کا چہرہ دیکھ کر بیعت نہیں کرنی بلکہ مَیں نے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خلافت کی بیعت کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کو بھی خلیفہ بنائے اس کی مَیں نے بیعت کرنی ہے۔ اس لئے مَیں نے یہ خط لکھ دیا ہے اور مَیں اس کو روانہ کر رہا ہوں تا کہ خلافت کا انتخاب ہو تو میری بیعت کا خط وہاں پہنچ چکا ہو۔

آپ کو لوگوں سے بے لوث محبت تھی، خدمت کا جذبہ تھا۔ صحابہ کا بے انتہا احترام کیا کرتے تھے، درویشان سے آپ کو بڑی محبت تھی۔ ایک دفعہ کسی نے درویشان کے متعلق بعض ایسے الفاظ کہے جو آپ کو پسند نہیں آئے تو آپ نے بڑی ناپسندیدگی اور ناراضگی کا اظہار کیا۔ حالانکہ طبیعت ان کی ایسی تھی کہ لگتا نہیں تھا کہ کبھی ناراضگی کا اظہار کر سکیں گے۔ لیکن درویشان کی غیرت ایسی تھی کہ اس کو برداشت نہیں کر سکے۔ مہمان نوازی آپ کا بڑا خاصہ تھی۔ رات کے وقت بھی آپ کو کوئی ملنے آجاتا تو بڑی خوشی اور خندہ پیشانی سے ملتے۔ آپ کی بیگم صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ عیدین کے موقع پر مجھے خاص طور پر بیواؤں سے ملنے اور انہیں تحفہ پیش کرنے کے لئے بھجواتے تھے۔ اگر کوئی بیمار ہو جاتا تو اُس کی عیادت کے لئے جاتے اور اگر کوئی زیادہ بیمار ہوتا تو اس کو امرتسر ہسپتال بھجوانے کا انتظام کرتے تھے۔

سامعین! حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مالی تحریکات میں بھی حسب استطاعت خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ ہر تحریک جو خلیفہ وقت کی طرف سے ہوتی تھی پہلے خود حصہ لیتے، پھر جماعت کو توجہ دلاتے تھے۔ ابھی وفات سے چند دن پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کو خط لکھا کہ مَیں نے خلافت جوبلی کے لئے ایک لاکھ روپے کا وعدہ کیا تھا اور میرے ذہن سے اتر گیا کہ اس کی ادائیگی کرنی ہے۔ حضور انور فرماتے ہیں کہ بڑا معذرت خواہانہ خط تھا اور لکھا کہ الحمدللہ مجھے وقت پہ یاد آگیا اور مَیں نے آج اس کی ادائیگی کر دی ہے اور یہ بھی حساب وفات سے چند دن پہلے صاف کر کے گئے۔ وصیت کا حساب ساتھ ساتھ صاف ہوتا تھا۔ زندگی میں جائیداد کا حساب بھی اپنی زندگی میں صاف کر دیا اور 1/9 کی وصیت تھی۔

حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کا انتقال مورخہ 29 اپریل 2007ء کو امرتسر ہسپتال میں بعمر 80 سال ہوا۔ آپ کی وفات کے سوگ میں 30 اپریل کو میونسپل کارپوریشن قادیان نے عام تعطیل کا اعلان کیا۔ ہندو اور سکھ احباب نے دو منٹ کی خاموشی اختیار کر کے صدمہ کا اظہار کیا۔ جنازہ اور تدفین کی کارروائی میں جناب پرتاپ سنگھ اور سرکاری عمائدین بھی شامل ہوئے۔ مورخہ 2 مئی کو دوردرشن ٹی وی کے پنجابی چینل نے صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے جنازہ اور تدفین کی خبر بھی نشر کی۔

آپ کی وفات پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

”اللہ تعالیٰ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فرزند اور آپؓ کی نشانی کے درجات بلند فرمائے جس نے اپنے درویشی کے عہد کو نبھایا اور خوب نبھایا۔ قدرتی طور پر ان کی وفات کے ساتھ مجھے فکرمندی بھی ہوئی کہ ایک کام کرنے والا بزرگ ہم سے جدا ہو گیا۔ وہ صرف میرے ماموں نہیں تھے بلکہ میرے دست راست تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں میرا سلطانِ نصیر بنایا ہوا تھا۔ تو فکرمندی تو بہرحال ہوئی لیکن پھر اللہ تعالیٰ کے سلوک اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے اللہ تعالیٰ کے وعدوں کو دیکھ کر تسلی ہوتی ہے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 4 مئی 2007ء)

(کمپوزڈ بائی: عائشہ منصور چوہدری۔ جرمنی)

✡✡✡✡